بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

اطلاعاً عرض ہے کہ راقم الحروف کالیکٹ یونیورسٹی کے شعبۂ عربی میں وزٹنگ پروفیسر ہو کر ایک برس کے لیے گیا تھا، یہ مدت آیندہ مارچ کے پہلے ہفتہ میں پوری ہو رہی ہے، اس لیے جو اخبارات اور رسالے میرے نام کالیکٹ کے پتہ پر آتے ہیں یا جو احباب مجھے خط پہلی مارچ کے بعد لکھیں وہ ازراہِ کرم یہ پتہ نوٹ کرلیں:

Diggi Road, Behind Bal Baradari Bhawan

ALIGARH-202001

یہاں آنے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ سیرتِ حضرت عثمان پر کم و بیش چار سو صفحات کی میری کتاب تقریباً مکمل ہو گئی ہے، جتنے اہم مباحث ہیں مثلاً فتوحات، بغاوت اور اس کے اسباب، نظم و نسق، علم و فضل، عظیم الشان کارنامے، اوصاف و کمالات وغیرہ سب لکھ لیے ہیں۔ بس عمال و ولاۃِ خلافتِ عثمانی اور باغیوں کے سرگروہ لوگوں پر سوانحی نوٹ لکھنے باقی ہیں تاکہ حقیقت نکھر کے سامنے آجائے۔

میں نے صدیق اکبر کی تصنیف سے فراغت کے بعد ہی جسے اب بیس برس ہو گئے سیرتِ عثمان لکھنے کا ارادہ کیا تھا اور اس کا اظہار بھی ہو چکا تھا، اس مدت میں ہزاروں صفحات اردو، انگریزی اور عربی میں میرے قلم سے نکلے جن میں سینکڑوں صفحات علمی و تحقیقی مقالات و مضامین ہوں گے جن میں سے چند برہان میں قسط وار شایع ہوئے اور باقی ہندوستان اور بیرونی ممالک کے علمی مجلات میں یا مستقلاً بصورت رسالہ شایع ہوئے، اس پوری مدت میں سیرتِ حضرت عثمان کے خیال سے کبھی غافل نہیں ہوا اور مطالعہ کے اثنا میں اس سلسلہ کی جہاں کوئی نئی اور مفید چیز نظر آئی اسے یادداشت میں درج کرتا رہا لیکن باایں ہمہ ایک اہم اور مختلف الجہات موضوع پر قلم اٹھانے کے لیے جس دلجمعی اور یکسوئی کی ضرورت تھی وہ چونکہ ملازمت کی چند در چند پریشان کن مصروفیتوں کے

باعث میسر نہ آئی اس لیے سیرت حضرت عثمان کی ترتیب و تالیف کا کام معرض التوا میں پڑا رہا۔ یہاں کا ایک یونیورسٹی میں فرصت تھی۔ تنہائی اور یکسوئی تھی، فضا بہت خوشگوار اور ماحول پرسکون و نشاط انگیز، لائبریری بھی ایک بڑی حد تک اچھی، اس لیے یہاں آتے ہی باقاعدہ و باضابطہ یہ کام شروع کر دیا اور آج الحمد للہ میں اس سفر کی آخری منزل میں ہوں۔

کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ بھی ہوگا جس میں کسی قدر بسط و تفصیل سے تاریخ اسلام کے قدیم اصل ماخذ اور ان کے مصنفوں کی تاریخ نگاری پر نقد و تبصرہ ہے، یہ کتاب کیسی ہوگی اس کا فیصلہ ارباب نظر ہی کر سکتے ہیں، البتہ اس سلسلہ میں دو باتیں عرض کرنی ہیں، (۱) ایک یہ: جب سے میں نے تاریخ اسلام کا مطالعہ شروع کیا ہے میرا ہمیشہ یہ خیال رہا ہے کہ جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خصوصاً اکابر مہاجرین و انصار کا تعلق ہے سب کی ایک شخصیت ہے اور ایک ان کی تاریخ، ان کی شخصیت کا آئینہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ہیں اور تاریخ یعنی احوال و واقعات زندگی کا آئینہ کتب تاریخ ہیں، ضروری ہے کہ دونوں میں مطابقت ہو، لیکن اگر مطابقت نہیں ہے تو چونکہ اول الذکر آئینہ کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا اس بنا پر لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ موخر الذکر آئینہ میں کوئی نقص اور خرابی ہے، اس قسم کے مواقع پر ہمارے بزرگ یہ کہہ کر سبکدوش ہو جاتے ہیں کہ مثلاً واقدی اور ابن اسحق اور طبری اور یعقوبی اعتماد کے لائق نہیں ہیں، میرے نزدیک یہ طریقہ قطعاً غیر علمی اور اس طرح کی بات کہہ کر ایک اہم مسئولیت سے سبکدوش ہو جانا پست ہمتی اور احساس کمتری کی دلیل ہے، کیونکہ حدیث میں ان حضرات کا مرتبہ خواہ کچھ ہو بحیثیت مورخ کے ان کے بلند مرتبہ و مقام میں کوئی شک نہیں ہو سکتا اور تاریخ اسلام کے اولین ماخذ کی حیثیت سے ان حضرات کی کتابوں سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا اور امت نے ہمیشہ ان پر اعتماد اور بھروسہ کیا ہے۔

اس بنا پر مذکورہ بالا دونوں آئینوں کی عدم مطابقت میں میرا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ میں ہمت ہار کر نہیں بیٹھتا اور اصولِ تنقید کی روشنی میں اس کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ اگر نقص ہے تو کیا ہے؟ کیوں اور کہاں ہے؟ محنت، خلوص اور دل کی لگن شرط ہے، ورنہ ہماری تاریخوں میں کیا نہیں ہے؟ کہیں اگر زہر ہے تو اس کا تریاق بھی وہیں موجود ہے بس درکار ہے ذوقِ جستجو اور دیدۂ بینا ہے جن حضرات نے میری کتابیں اور میرے مقالات بالاستیعاب پڑھے ہیں وہ اس کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہی جد و جہد اور یہی طریقۂ کار (METHOD) میری تصنیفی زندگی کا نمایاں پہلو رہا ہے جس پر اپنے بزرگوں سے دعائیں لی ہیں، سیرت حضرت عثمان میں بھی طریقہ کار یہی رہا ہے۔ اربابِ نظر اور محققین اس کا فیصلہ کریں گے کہ مصنف کو اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی ہے۔

---

(۲) دوسری بات یہ کہنی ہے کہ گذشتہ چند برسوں میں قاہرہ اور بیروت سے چند کتابیں تاریخ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر شایع ہوئی ہیں جو اگرچہ دقاترہ کی لکھی ہوئی ہیں اور کہنے کو محققانہ ہیں لیکن چونکہ اصولِ تنقید سے کام نہیں لیا گیا اس لیے سخت افسوس ہے وہی گنے چنے اعتراضات جو حضرت عثمان پر کیے جاتے ہیں وہ ان کتابوں میں بھی دہرادے اور اپنی تائید میں حوالے مستشرقین اور سید امیر علی کی کتابوں کے نقل کر دیے گئے ہیں یہ ایک علم ناانصافی اور ظلم ہے جس کو عرب ممالک اور برصغیر کے بعض مصنفین نے امیر المومنین عثمان ذوالنورین کے ساتھ روا رکھا ہے، میں اپنی تحریروں کا لب ولہجہ ہمیشہ علمی اور سنجیدہ و متین رکھتا ہوں، مناظرانہ طرزِ گفتگو سے مجھے نفرت ہے، کسی بات کی اگر تردید کرنی بھی ہوتی ہے تو کسی شخص اور فرقہ کا نام نہیں لیتا، کیونکہ اس سے افادیت کم ہو جاتی ہے لیکن جہاں تک احقاقِ حق کا تعلق ہے مقدرت بھر اس میں کوتاہی نہیں کرتا یہی اسلوب سیرت حضرت عثمان کا ہے، وھو المستعان وعلیہ التکلان۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کتاب تقریباً مکمل ہے البتہ ماخذ کی فہرست میں جو کتابیں درج ہیں ان میں سے عربی اور انگریزی کی چند کتابیں یہاں نہیں مل سکی ہیں، اس لیے علیگڈھ پہونچ کر ان کتابوں کو بھی دیکھنا اور پھر پورے مسودہ پر نظرِ ثانی کر کے عبارت کا نوک پلک درست کرنا باقی ہے، اس میں کم و بیش دو مہینے لگ جائیں گے اس کے بعد ہی کتابت شروع ہو سکے گی۔